یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کی تائید مادہ کے اندھے بہرے لزوم سے نہیں ہو سکتی۔ جب ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ سارا کارخانہ قدرت صرف مادہ کی کرشمہ سازی ہے تو پھر دوسرا سوال انسان کے سامنے یہ آتا ہے کہ کیا مادہ کوئی باشعور ہستی ہے۔ کیونکہ بے شعور اور بے جان مادہ سے کسی ایسی کائنات کی تخلیق ممکن نہیں جس کے مختلف شعبے ایک وحدت کی نشاندہی کرتے ہوں۔ "لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دل چیریں" کی کیفیت صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب ایک باشعور ذات ایک لگے بندھے منصوبے کے تحت پورے غور و فکر کے بعد ان دونوں کی نہ صرف صورت گری کرے بلکہ ان دونوں کے درمیان معنوی ربط بھی پیدا کرے۔ کسی باشعور ذات کے وجود کا تقاضا انسانی فکر و احساس کا بالکل فطری تقاضا ہے۔ کیونکہ مادے کے اندھے بہرے لزوم سے کسی مادی چیز کا وجود تو ممکن ہے۔ لیکن اس میں حُسن ترتیب اور حُسنِ تنظیم کا کبھی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اسی موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے رابرٹ فلنٹ اپنی کتاب (THEISM) میں لکھتا ہے:

سائنس دان اس چیز کے دعویدار ہیں کہ مادہ کے چھوٹے چھوٹے ریزے ازلی اور ابدی ہیں۔ چلئے ہم اس خیال کو بھی چند لمحوں کے لیے حقیقت تسلیم کر لیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مادہ کے ان لاتعداد ذرّات نے ایک ایسی کائنات کو کس طرح جنم دیا جس کے مختلف مظاہر میں حیرت انگیز ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ آخر اس کائنات نے موجودہ شکل و صورت کس طرح اختیار کی؟ پھر کائنات کے مختلف اور بظاہر ان میل گوشوں کے مابین جن میں ہر ایک اپنے وجود کے لئے بے شمار الگ الگ اسباب کا محتاج ہے، کس طرح ایک معنوی ربط پیدا ہو گیا۔ کیا ایٹم کے ان چھوٹے چھوٹے ذرات نے کائنات کی ترتیب سے پہلے اس کی منصوبہ بندی کے لئے ایک دوسرے سے مشاورت کی تھی۔ یہ سارے تصورات ایک غلط اندازِ فکر کے ترجمان ہیں۔" (صفحہ ۱۰۷)

صرف مادہ کو ازلی اور ابدی مان لینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اس سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کائنات جس جوہر سے عبارت ہے وہ اوّل روز سے ہی موجود تھا اور وہ کبھی فنا نہیں ہو سکتا۔ لیکن

اس دور از کار مفروضے کو تسلیم کر لینے کے بعد یہ سوال اپنی جگہ پر بہر حال موجود رہتا ہے کہ مادہ کے اندھے بہرے لزوم سے ایک ایسی کائنات کس طرح معرضِ وجود میں آ گئی جس کا ہر جزو حکمت و دانائی کا ایک زبردست شاہکار معلوم ہوتا ہے۔ اگر بالفرض یہ بھی مان لیا جائے کہ مادہ کے یہ چھوٹے چھوٹے ذرات اپنے اندر شعور، آگہی اور وقوف کی ساری صلاحیتیں رکھتے ہیں تو اس کے بعد بھی پہلا اعتراض اپنی جگہ اُسی طرح قائم رہتا ہے۔ کیا ان سارے ذرّات نے آپس میں پوری طرح مشاورت کر کے کائنات کی تخلیق شروع کی اور وہ جب تک اس فرض کو سرانجام دیتے رہے ان کے اندر کبھی بھی اختلاف رونما نہ ہوُا۔ آخر وہ کونسی ایسی قوت تھی جس نے انہیں اس اہم اور نازک مرحلہ پر باہم متحد رکھا۔ ظاہر بات ہے کہ یہ قوت مادہ کی کوئی داخلی قوت تو نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ مادہ کے ریزوں میں یہ صلاحیت پہلے سے موجود تھی کہ وہ اپنے اپنے کام میں منہمک رہیں اور ایک دوسرے سے دست و گریباں ہونے کی بجائے معاونت اور دستگیری کریں تو پھر ذہن یہ چیز سوچنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے کہ آخر وہ کونسی ذات ہے جس نے مادہ کے ان چھوٹے چھوٹے ذرّات میں ایسی مختلف قوتیں ودیعت کر رکھی تھیں جن کے تعامل سے کائنات کا یہ وسیع اور پیچیدہ نظام قائم ہوُا۔ اگر ننھے منھے ذرّات ہی اس کائنات کے خالق ہیں تو ان ذرّات ہی میں سے بہر حال ایک ذرّہ ضرور ایسا ہونا چاہیے جس میں شعور اور آگہی کی قوّت ان سب ذرّات کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہو اور پھر اُس کے اندر اتنی طاقت بھی موجود ہو کہ وہ سب ذرّات پر بلا شرکتِ غیرے حکومت کر سکے اور اُن کی مختلف صلاحیتوں کو کام میں لا کر کائنات کو ترتیب دے۔ قوت و طاقت کا یہ تناسب بالکل فطری سی چیز ہے۔ لیکن اس مقام پر پہنچ کر فکری دلیل پھر حیران ہو جاتی ہے اور سوچنے لگتی ہے کہ آخر وہ کونسی ایسی ذات ہے جس نے اَن گنت ذرات کے درمیان قوّت و طاقت کا یہ تناسب قائم کیا تاکہ ان سے پوری طرح فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ اس تناسب کو تخلیق کائنات میں جو غیر معمولی اہمیّت حاصل ہے اُس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس کی اہمیّت کا سارا دار و مدار اُس نقشہ پر ہے جو اس کائنات کو معرضِ وجود میں لانے سے پہلے تیار کیا گیا تھا۔ اگر نقشہ میں کائنات کی ترتیب اس سے مختلف ہوتی تو یہ سارے ذرات اپنی قوت کے باوجود یکسر بیکار ہوتے۔ ان کی جو کچھ اہمیّت بھی ہے وہ اسی نقشہ کی رہینِ منّت ہے۔ انسانی عقل کے

اندر یہ بات تو کسی طرح آسکتی ہے کہ اس مادی کائنات کو مادہ کے چھوٹے چھوٹے ریزوں نے جنم دیا۔ لیکن عقل یہ چیز کبھی باور کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی کہ مادہ کے چھوٹے چھوٹے ذرّات کسی ایسے نظام کا منصوبہ تیار کرلیں جس کا پہلے کوئی نام ونشان تک نہ تھا۔[1] لہٰذا مادہ کو تخلیق کائنات کی علت کہنا ایک ایسی جسارت ہے جس کی مشاہدہ اور عقل تصدیق نہیں کرسکتے۔

علم کیمیا اور ریاضی کے ایک مشہور عالم نے اسی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

کیا انسانی عقل اس بات کو کبھی تسلیم کرسکتی ہے کہ بے شعور مادہ محض بخت و اتفاق سے خودبخود معرضِ وجود میں آگیا، پھر اس نے بالکل اتفاقی طور پر بغیر کسی خارجی محرک کے، ایک ضابطے کی پابندی شروع کردی اور آج تک یہ "اتفاق" ہی اس ضابطہ کو اس پر مسلّط کئے ہوئے ہے۔

علم کیمیا کے مطالعہ سے یہ حقیقت بے نقاب ہوچکی ہے کہ مادہ آہستہ آہستہ معدوم ہو رہا ہے۔ فنا کی یہ رفتار گو مادہ کی ہر قسم میں ایک جیسی نہیں کئی قسمیں بڑی سُرعت کے ساتھ مٹ رہی ہیں اور بعض آہستہ آہستہ بربادی کی طرف جارہی ہیں، لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلّم ہے کہ مادہ کی کوئی قسم بھی ایسی نہیں جو فنا کی دستبرد سے مکمل طور پر محفوظ ہو۔ اس بناء پر یہ کہنا کہ مادہ کوئی ازلی اور ابدی چیز ہے بالکل غلط ہے۔ مادہ کا بہرحال ایک آغاز ہے۔ علم کیمیا اور دوسرے سائنسی علوم کے انکشافات سے اس امر کا واضح نشان ملتا ہے کہ مادہ کا یہ آغاز آہستہ اور بتدریج نہ تھا بلکہ اس کے برعکس یہ اچانک معرضِ وجود میں لایا گیا۔ اس ضمن میں بعض ایسے شواہد بھی موجود ہیں جن سے اس کی پیدائش کے وقت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مادی دنیا ایک خاص وقت میں تخلیق کی گئی،

---

[1] ممکن ہے یہاں کوئی صاحب یہ کہہ دیں کہ دیکھئے انسان کا جسم مادے سے عبارت ہے لیکن اس کا دماغ نئے نئے نقشے بنانے کی قدرت رکھتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ ہمارا ذہن جب بھی منصوبہ بندی کرتا ہے تو وہ مادی دنیا کے ہی تجربات اور مشاہدات کو ایک نئے سرے سے ترتیب دے لیتا ہے۔ کائنات کی تخلیق کا معاملہ اس سے بہرحال مختلف ہے اس کا جس وقت نقشہ بنایا گیا تھا تو اس طرح کی کوئی چیز پہلے سے موجود نہ تھی۔